اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○ (الشعرآء:89-88)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

’’بے شک بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم کے اعمال خراب ہو جاتے ہیں اور جب وہ ٹھیک ہو جائے تو تمام جسم کے اعمال ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جان لو کہ وہ انسان کا دل ہے۔‘‘

دوسری جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ

(صحیح مسلم ص ۲۵۶۴ ح ۳۹۹) (بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکل وصورت کو، نہیں دیکھتے تمہارے مال پیسے کو بلکہ وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو)

معلوم ہوا کہ انسان کے دل کے بننے سے انسان کے اعمال بن جاتے ہیں اور دل کے بگڑنے سے انسان کے اعمال بگڑ جاتے ہیں۔ یہ دل انسان کے لئے صدر مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ (الاحزاب:4)

(اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے) (القرآن)

گویا ایک دل رحمان کیلئے ہو اور ایک شیطان کے لئے ہو۔ نہیں نہیں، دل ایک ہے اور ایک ہی کیلئے ہے انسان کی یہ کوشش ہو کہ اللہ کی یاد سے دل معطر رہے۔ اس دل میں انابت الی اللہ اور رجوع الی اللہ ہو۔

جنت کن لوگوں کے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○ (الشعرآء:89-88)

”قیامت کے بارے میں تذکرہ فرمایا کہ اس دن نہ مال کام آئے گا، نہ اولاد نرینہ کام آئے گی۔ ہاں جو بنا ہوا دل لائے گا وہ اسکے کام آئے گا۔“

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بیوپاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے دل کا سودا چاہتے ہیں کہ تو مجھے اپنا دل دے دے اس کے بدلے میں نے اپنی جنتوں کو تیرے حوالے کر دیا۔ ذرا سوچیں! ہم اپنے ایک روپے کے عوض داغی سیب قبول نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ اپنی جنتوں کے بدلے اس داغی دل کو کیسے قبول کریں گے۔ اسی لئے فرمایا:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○ (الشعرآء:89-88)

جو سالم دل لایا یعنی وہ دل جو غیر کی محبت سے پاک ہو، غیر کے اثرات سے محفوظ ہو اس کو قلبِ سلیم کہتے ہیں۔ ایسا دل اسے کام آئے گا۔ اسی لئے ارشاد فرمایا:

وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ (العدیت:9)

(محشر کے روز جو سینوں میں ہوگا ہم کھول کر باہر کر دیں گے)

اللہ تعالیٰ انسان کی کیفیت کو دیکھیں گے۔ دل میں محبت الٰہی موجود ہے کہ نہیں۔ دل میں مال کی محبت زیادہ ہے یا مالک وخالق کی محبت زیادہ ہے۔

دل سخت کیسے ہوتا ہے؟

انسان کا دل زمین کی مانند ہے۔ انسان اگر زمین پر بہت عرصہ کاشت نہ کرے، محنت نہ کرے تو وہ بنجر ہو

جاتی ہے اور وہ زمین پیداوار چھوڑ دیتی ہے۔ اس لئے کہ اس پر محنت نہیں ہوئی، وہ زمین سخت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا:

''انسان جب اس دل پر محنت کرنا چھوڑ دیتا ہے تو رفتہ رفتہ یہ دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور جب دل سخت ہوتا ہے تو ایسا کہ یہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔''

فرمایا، ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (البقرہ:73) پھر یہ پتھروں کی مانند ہو گئے بلکہ یہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ بے شک پتھروں سے نہریں جاری ہو جایا کرتی ہیں اور جب پتھر پھٹتا ہے تو بسا اوقات اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور بعض پتھر تو ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔

لیکن اے انسان! جب تیرا دل سخت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتا نہیں ہے۔ پتھر بھی دل کی اس سختی پر شرماتے ہیں۔ انسان کے پاس یہی سرمایہ ہے اسے بنا لے تو اللہ کے ہاں کامیاب ہو گیا اور اسے بگاڑ لے تو پھر یہ انسان بالکل ناکام ہو گیا۔

دل اندھا کیسے ہوتا ہے؟

غفلت بھری زندگی گزارنے سے انسان کا دل اندھا ہو جاتا ہے، بالکل اندھا۔ ایسا اندھا کہ یہ نیکی اور بدی میں تمیز نہیں کر سکتا۔ جیسے ایک آدمی کی بینائی نہ ہو، وہ آدمی دوست اور دشمن میں فرق نہیں کر سکتا، اندھیرے اور اجالے میں تمیز نہیں کر سکتا۔ پہچان نہیں سکتا کہ کون سی چیز نفع دینے والی ہے اور کون سی چیز نقصان دینے والی ہے۔ اسی طرح جب دل اندھا ہوتا ہے تو وہ انسان بڑے سے بڑا گناہ کر لیتا ہے مگر اس کے سر پر جوں بھی نہیں رینگتی کہ میں نے کوئی اللہ کی نافرمانی کی بھی ہے یا نہیں۔ اس کو نیک آدمی کی

صحبت اچھی نہیں لگتی، برے آدمیوں کی صحبت اسے اچھی لگتی ہے۔اب اسے دوست اور دشمن کی تمیز نہ رہی اب اسے نیکی اور بدی میں تمیز نہ رہی، اب اسے اندھیرے اور اجالے کا فرق معلوم نہ ہوا، کیونکہ دل اندھا ہو چکا ہے۔ایک قوم ایسی گزری کہ اس پوری قوم کو اللہ تعالیٰ نے کہا:

اِنَّھُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ (الاعراف:64) (وہ اندھی قوم تھی)

اس کا کیا مطلب ہے، کیا ظاہر سے نابینا تھے؟ جی نہیں! روایت میں کسی قوم کے بارے میں ایسا نہیں آتا کہ وہ سارے کے سارے اندھے ہوں۔ہاں ایک قوم ایسی گزری جس نے اپنے نبیؑ کا فرمان نہ مانا، نہ اس پر ایمان لائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّھُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ (الاعراف:64) (وہ اندھی قوم تھی) اس نے اپنے نبیؑ کو نہ پہچانا، اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانا اور ایمان کو نہ اپنایا۔انہیں اندھی قوم کہا گیا۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا (بنیٓ اسرآئیل:72)

(اور جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا)

کیا مطلب اس کا؟ جو دنیا میں نابینا ہے اس کو آخرت میں بھی بینائی نہیں ملے گی؟ ناں ناں! اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چشم پوشی کرتا رہا۔اللہ کے حکموں کو نظر انداز کرتا رہا، اس کے حکموں سے اندھا بنا رہا، اللہ تعالیٰ آخرت میں اسکی بینائی کو سلب فرمالیں گے۔چنانچہ دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا، جب اس کو نابینا کھڑا کیا جائے گا تو وہ یوں کہے گا،

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (طٰہٰ:125-126)

(اے اللہ! مجھے اندھا کیوں کھڑا کیا۔ اور دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا۔ کہا جائے گا ایسا ہی ہے جیسے تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں، تو نے ان کو بھلا دیا اور آج کے روز تمہیں بھی بھلا دیا جائے گا)

معلوم یہ ہوا کہ جو انسان اپنے پروردگار کے فرمان کو نظر انداز کرے گا اور اس سے چشم پوشی کرے گا، یہ انسان آخرت میں بینائی سے محروم کر دیا جائے گا۔ اندھا اٹھایا جائے گا۔

ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کے راستے پر نہ چلے، نفس اور شیطان کا لقمہ بن گئے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (الحج: 46)

(اے کاش! ان کے دل ہوتے جو انہیں عقل سکھاتے۔ ان کے کان ہوتے جن سے وہ ہدایت کی بات کو سنتے اور آنکھیں تو اندھی نہیں ہوا کرتیں۔ یہ تو سینوں کے اندر دل اندھے ہوا کرتے ہیں)

دل پر مہر کیسے لگتی ہے؟

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے تو پھر ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے پھر داغ لگا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح داغ لگتے رہتے ہیں تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر مہر جباریت لگا دیتے ہیں۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (البقرہ: 7) (اللہ نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر)

اس کو کہتے ہیں کہ دل پر مہر جباریت لگ گئی۔ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر یہ انسان نیکی کی طرف متوجہ

نہیں ہوتا۔

دل صاف کیسے ہوتا ہے؟

انسان جب توبہ تائب ہوتا ہے تو دل کی سیاہی دور ہو جاتی ہے، دل کی ظلمت دور ہو جاتی ہے، دل کی سختی دور ہوتی ہے اور جب انسان اللہ پاک کے سامنے سربسجود ہو کر اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو دھو دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ اپنے دل کو دھولیا کرو۔ آپ کہنے لگے، ''اے اللہ! پانی تو وہاں پہنچتا نہیں میں اس کو کیسے دھوؤں؟'' تو فرمایا، ''یہ دل پانی سے نہیں، یہ تو میرے سامنے رونے سے دھلا کرتا ہے۔'' یعنی اگر تو میرے حضور گناہوں کی معافی مانگے گا، عاجزی اور زاری کرے گا تو ان آنسوؤں کے گرنے سے تیرے دل کو صاف کر دیا جائے گا۔ دل اس سے دھلتا ہے۔

دل کی غذا کیا ہے؟

انسان کے جسم کے لئے اللہ تعالیٰ نے غذا بنائی ہے۔ اگر انسان وہ غذا نہ کھائے تو بدن کمزور ہو جاتا ہے۔ بدن اعمال کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اسی طرح دل کی بھی غذا ہے اور وہ ہے نیکی کے کام کرنا، اللہ والوں کی مجلس، اللہ کا ذکر یہ سب دل کی غذا ہے۔

دل کی پالش کیا ہے؟

حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ شَيٍ ءٍ صِقَالَةٌ (کنزل العمال ص ۲۱۸ حدیث ۱۷۷۷) (ہر چیز کیلئے ایک پالش ہوتی ہے)

جسے پالش کہتے ہیں۔ جیسے جوتوں کی پالش کردی جائے تو جوتا بالکل چمک جاتا ہے۔ اسی طرح لوہے

کیلئے پالش ہوتی ہے، ریگمال لگا دیا جائے تو لوہا چمک اٹھتا ہے۔اسی طرح کپڑے کی پالش صابن ہے، اگر کپڑا اس سے دھو دیا جائے تو صاف اور اجلا ہو جاتا ہے۔اسی طرح فرمایا،

لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ (کنزل العمال ص ۴۱۸ حدیث ۱۷۷۷)

(ہر چیز کے لئے پالش ہوتی ہے اور دل کی پالش اللہ کی یاد ہے)

پس جو انسان اللہ اللہ کرتا ہے، اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے، اس کا سیاہ دل صاف ہو جاتا ہے۔گناہوں کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔

اللہ والوں کی مجلس کی برکات:

اللہ والوں کی مجالس ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی محفلوں میں لمحہ بہ لمحہ انسان کے گناہ جھڑتے ہیں۔ایسے گناہ جھڑتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑا کرتے ہیں۔اللہ کے ذکر سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے۔مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔

عجیب واقعہ:

ایک آدمی حضرت حسن بصریؒ کی محفل میں آیا۔کہنے لگا، حضرت ہمیں کیا ہو گیا؟ لگتا ہے کہ ہمارے دل سو گئے، آپ نصیحت کرتے ہیں ہم پر اثر ہی نہیں ہوتا۔فرمایا جو سویا ہوا ہو وہ تو جھنجھوڑنے سے جاگ اٹھتا ہے، اگر تم پھر بھی نہیں جاگتے تو تم سوئے ہوئے نہیں، موئے (مرے) ہوئے ہو۔کہ انسان اللہ والوں کی مجلس میں آکر بھی نصیحت قبول نہ کرے، گناہوں سے پکی سچی توبہ نہ کرے، نیک اعمال کی آئندہ سے نیت نہ کرے، یقیناً اسکا دل سویا ہوا نہیں بلکہ مویا ہوا ہوتا ہے۔اور کتنے لوگ ایسے ہیں کہ زندہ ہوں گے، کھاتے پیتے ہوں گے، چلتے پھرتے ہوں گے مگر ان کے اندر کا انسان مویا ہوا ہوگا۔بالکل......اندر

سے انسانوں والی صورت نہیں ہوگی۔ مَن میں جھانکیں تو ان کی صورت حیوان کی سی نظر آئے گی۔ کوئی کسی صورت میں ہے، کوئی کسی صورت میں۔ اندر انسان کی شکل ہو۔ یہ کسی قسمت والے کو نصیب ہوتی ہے۔

اپنے مَن میں ڈوب کر پا جا سُراغِ زندگی　　تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بَن

اے انسان! تو اپنے من میں ذرا جھانک کر اس دریچے کو کھول، اپنی اصلی تصویر کو ذرا دیکھ۔ انسان جب اپنے من میں جھانکتا ہے تو اسے اپنی اصلی تصویر نظر آتی ہے۔ یہی فرمایا گیا کہ تو اپنی اصل تصویر کو دیکھ، تجھے کیا ہونا چاہیے تھا اور تو کیا بنا پھرتا ہے؟

دلوں کی خوراک کیا ہے؟

دل اپنی خوراک کیلئے ایسے ہی محتاج ہوتے ہیں جیسے ہم اپنی خوراک کھانے کے محتاج ہوتے ہیں۔ دلوں کی خوراک وعظ و نصیحت، اللہ کا ذکر اور اللہ والوں کی مجلسیں ہیں۔ اس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

حکیم انصاری کا واقعہ:

آنکھ کا نور اور چیز ہے، دل کا نور اور چیز ہے۔ حکیم انصاری دہلی کے بڑے مشہور حکیم تھے۔ اللہ نے کیا فہم و فراست عطا فرمائی تھی۔ اندھے تھے لیکن حکمت کا کام کیا کرتے تھے۔ ہاتھ دیکھتے تھے اور مریض کے مرض کو پہچان لیا کرتے تھے۔ آنکھ سے دیکھ نہیں سکتے تھے، نہ چہرہ دیکھ سکتے تھے، نہ رنگ دیکھ سکتے تھے، نہ زبان دیکھ سکتے تھے۔ مگر اللہ نے وہ فراست عطا کر دی تھی کہ صرف ہاتھ سے نبض دیکھتے اور پوری مرض کو پہچان لیا کرتے تھے۔ بڑے مشہور حکیم تھے۔ اگر دوسرے حکیموں سے مرض قابو میں نہ آتا تو مریض ان کے پاس جایا کرتے تھے، ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ خواجہ محمد عبدالمالک صدیقیؒ فرماتے ہیں، مجھے شوق ہوا کہ میں بھی ذرا ان حکیم صاحب کو دیکھوں۔ چنانچہ میں ان کی دوکان پر گیا، ان سے کوئی بات نہیں کی تاکہ ان کو میرے آنے کا پتہ نہ چلے اور وہاں بیٹھ کر میں نے ان کے دل پر توجہ ڈالنی شروع کر دی

کچھ دیر گزری تو میں نے کہا، اچھا اب دل کی بجائے روح پر توجہ ڈالتا ہوں۔ جب میں نے اس پر توجہ ڈالنا چاہی تو وہ فوراً بول اٹھے۔ ناں ناں حضرت آپ میرے دل پر ہی توجہ کرتے رہیں، اگر یہی بن گیا تو سب کچھ بن گیا۔ فرماتے ہیں میں حیران ہو گیا کہ اس شخص کو نابینا کون کہے، جسے بتایا بھی نہیں گیا مگر اس کا دل ایسا صاف ہے کہ وہ آنے والے انوارات کو محسوس کر رہا ہے۔ اللہ اکبر

دل بِینا بھی کر خدا سے طلب　آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

دل کا موتیا بند اور اس کا علاج :

موتیا بند ایک پردہ ہے جو آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ آنکھیں ٹھیک ہوتی ہیں مگر پردہ کی وجہ سے انسان کو نظر آنا بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دل پر بھی موتیا بند آ جاتا ہے۔ جب گناہوں کی ظلمت چھا جائے یعنی موتیا بند آ جائے تو پھر انسان سارا دن نمازیں قضا کرتا رہتا ہے اس کو کوئی پروا نہیں ہوتی۔ زبان سے جھوٹ بولتا ہے کوئی پروا نہیں ہوتی حالانکہ بعض احادیث میں فرمایا گیا ''جو انسان جھوٹ بولتا ہے اس کے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس سے دو میل دور چلے جاتے ہیں'' اتنی بدبو نکلتی ہے مگر انسان محسوس نہیں کرتا۔ جس زمین کے اوپر انسان گناہ کر رہا ہوتا ہے، کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ زمین چیخ رہی ہوتی ہے اور پکار رہی ہوتی ہے، اے اللہ! مجھے اجازت دے میں تیرے اس نافرمان بندے کو اپنے اندر دھنسا لوں لیکن انسان گناہوں میں مصروف ہوتا ہے، وہ پرواہ ہی نہیں کرتا۔

جیسے آنکھ پر موتیا بند آ جائے تو انسان ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے اور ان کے پاس جا کر موتیا بند کا علاج کروا لیا جاتا ہے اسی طرح جب دل سخت ہو جائے تو انسان اللہ والوں کی مجالس میں جائے، انکے پاس جانے سے دل کا موتیا بند دور ہو جایا کرتا ہے، دل کی بینائی لوٹ آتی ہے، دل پھر سے دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ ایک ٹھوکر لگتی ہے اور پھر انسان کی زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے۔ ہم نے کتنے لوگوں کی دیکھا

کہ اہل اللہ کی صحبت سے ان کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا — نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

بعض اوقات اہل اللہ کی صحبت میں بگڑے ہوئے لوگ آتے ہیں اور ایک نظر پڑتی ہے تو ان کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی نظر:

صحابہ کرامؓ شروع میں کفر و شرک کے گناہوں میں لتھڑے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضور ﷺ کی نظر میں ایسی تاثیر تھی کہ ان کے دلوں کو دھو کر رکھ دیتی تھی۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے — وہ کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

اللہ کی محبت کا رنگ:

کچھ لوگ رنگ فروش ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ رنگ ساز ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ رنگ ریز ہوتے ہیں۔ ایک رنگ کا بیچنے والا اور ایک اس رنگ کو کپڑے کے اوپر چڑھانے والا، جو بیچنے والا ہو اس کو رنگ فروش کہتے ہیں، جو رنگ اوپر چڑھانے والا ہو اس کو رنگ ریز کہتے ہیں۔ کتاب و سنت ایک رنگ ہے۔ علماء کرام رنگ فروش ہیں اور مشائخ و صوفیاء رنگ ریز ہیں۔ جو ان کے پاس جاتا ہے اس کے دل پر کتاب اللہ کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔ اللہ اکبر!

اللہ کا رنگ اور دل:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرہ:138)

(اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے)

انسان ایسے لوگوں کی مجالس کو حاصل کرے اور اللہ کے ذکر کے لئے اپنی ہمت لگائے۔ اگر مرتے مرتے بھی دل بن گیا تو اس کا کام ہو گیا۔

انسان کی زندگی کتنی ہے:

انسان گناہ اس نیت سے کرتا ہے کہ توبہ کرلوں گا اور توبہ اس لئے نہیں کرتا کہ زندگی ابھی بہت باقی ہے۔ امام غزالیؒ ایک کتاب میں فرماتے ہیں۔ ''اے دوست! تجھے کیا معلوم بازار میں وہ کپڑا پہنچ چکا ہو جس سے تیرا کفن بننا ہے'' انسان گناہ کرتا ہے کہ میں توبہ کرلوں گا اور توبہ نہیں کرتا کہ ابھی زندگی لمبی ہے اور یہ نہیں جانتا کہ میری زندگی بہت تھوڑی ہے۔

آشیانہ شاخ گل پہ کب تیری میراث ہے بس غنیمت جان لے جتنا بسیرا ہو گیا

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار آنا نہ ہوگا یہاں بار بار

جناب رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک صحابیؓ سے پوچھا کہ زندگی کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ عرض کیا صبح اٹھتا ہوں، یہ یقین نہیں ہوتا کہ رات آئے گی بھی یا نہیں۔ دوسرے سے پوچھا، آپ کیا سوچتے ہیں؟ فرمایا، حضرت! میں چار رکعت کی نیت باندھتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو مکمل بھی کر سکوں گا یا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میرا تو یہ معاملہ ہے کہ نماز پڑھ رہا ہوں اور ایک طرف سلام پھیر دیا ہے۔ اب یہ بھی یقین نہیں کہ میں دوسری طرف بھی سلام پھیر سکوں گا یا نہیں۔ زندگی کا تو یہ معاملہ ہے۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر، جو گناہ اس لئے کرتا ہے کہ میں توبہ کرلوں گا اور توبہ اس لئے نہیں کرتا کہ ابھی

زندگی لمبی ہے۔ یقیناً یہ انسان دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔

اللہ کو کیا پسند ہے

حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (صحیح مسلم ص ۲۵۶۴ ح ۳۹۹) (بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکل وصورت کو اور نہیں دیکھتے تمہارے مال پیسے کو بلکہ وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو)

اللہ اکبر! حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا رنگ کالا، ہونٹ موٹے، دانت لمبے مگر اللہ کے ہاں اتنے مقبول تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر جاتے ہیں تو جنت میں کسی کے قدموں کی آواز سنتے ہیں۔ پوچھا، "جبرائیلؑ! یہ کس کے قدموں کی چاپ سن رہا ہوں؟ جبرائیلؑ عرض کرتے ہیں کہ آپ کے غلام بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کے چلنے کی آواز ہے۔ قدم زمین پر پڑتے تھے اور جنت میں اس کی آواز جایا کرتی تھی۔

انسان دل کو بنالے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بیوپاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اے انسان! تو مجھے اپنے دل میں بسالے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو انسان دنیا میں بھی نقصان اٹھائے گا اور آخرت میں بھی نقصان اٹھائے گا۔ دل کا بگڑنا بہت آسان مگر دل کا بننا بڑا مشکل کام، جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے۔ دوسروں کو معلوم نہیں ہوتا۔ انسان جس راستے پر چلتا ہے اس راستے کے اسے ذرات بھی نظر آتے ہیں اور جس راستے پر نہیں چلتا اس راستے کے اس کو پہاڑ بھی نہیں نظر آیا کرتے۔ جو بننے والے راستے پر چلے ہی نہیں اس کو کیا معلوم کہ اس راستے پر کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔

صحیح مسلمان کون ہے؟

ہم نے تو زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور ہم سمجھتے ہیں اسلام بہت آسان ہے

یہ شہادت گہہِ اُلفت میں قدم رکھنا ہے　　لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بات یہ ہے کہ ہم نے کلمہ تو پڑھ لیا۔لیکن مالک اپنی مرضی کے بنے پھرتے ہیں۔سوچئے، زندگی کے چالیس سال گزر چکے ہیں۔ان چالیس سالوں میں ہماری آنکھ مسلمان بن گئی؟ہماری زبان مسلمان بن گئی؟کان مسلمان بن گئے؟اللہ ہمیں صحیح مسلمان بنادے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل　　دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

دل کی بستی:

دل کا بگڑنا آسان کام ہے مگر دل کا بننا مشکل کام ہے۔کسی شاعر نے کیا مزے کی بات کہی ہے،

ویرانے بھی دیکھے ہیں آبادی بھی دیکھی ہے　　جو اجڑے تو پھر نہ بسے دل وہ نرالی بستی ہے

دل کا اجڑنا سہل سہی بسنا کھیل نہیں بھائی　　بستی بسنا کھیل نہیں ، یہ تو بستے بستے بستی ہے

بستیوں کا بسنا آسان کام نہیں ہوتا، شہروں کا آباد ہونا آسان کام نہیں ہوتا۔شہر آباد ہوتے ہوتے زندگیاں گزر جاتی ہیں، پھر شہر آباد ہوا کرتے ہیں۔شاعر نے یہی کہا کہ دلوں کا آباد ہوجانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔جیسے شہر مشکل سے آباد ہوتے ہیں ایسے ہی دل بھی مشکلوں سے آباد ہوا کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دلوں کو بنانے کی توفیق عطا فرمادے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ